اولیا کے الہامات کی پابندی غیر پر واجب نہین - الہامات انبیا اصل ہین - یہہ الہامات انکی ظل -

اسی مناسبت کی نظر سے ہم نے اِس جواب کو مؤلف کی طرف سے پیش کیا ہے - اسپر جو چاہو فتوے لگاو - یہان بھی قلم دوات حاضر ہے کما تدین تدان ہمارے اِس بیان کی تائید رسالہ نمبر ۷ جلد ۰ مین بصفحہ ۲۱۵ وغیرہ بھی ہوچکی ہے - اور پوری تائید اِسکی جواب اعتراض سوم مین آتی ہے - انشاء اللہ تعالی -

دوسرا فائدہ دستر الہام انگریزی زبان کا یہہ ہے کہ اسوقت مؤلف کے مخاطب اور اسلام کے منکر و مخالف (عیسائی آریہ برہمو وغیرہ) اکثر انگریزی خوان ہین - انکا [illegible] الہامات انگریزی [illegible] ممکن ہے عربی یا فارسی وغیرہ الہامات سے ممکن نہین - عربی وغیرہ مشرقی زبانون کے الہامات کو (وہ انکے مضامین سے آنکھ بند کرکر) یقیناً مؤلف کا ایجاد طبع سمجھتے - اب (جبکہ وہ انگریزی الہامات پڑھتے اور مؤلف کا انگریزی زبان سے محض اُمّی و اجنبی ہونا سنتے ہین) وہ ان الہامات مولف کو تعجب کی نگاہون سے دیکھتے ہین اور بے اختیار ان کو خرق عادت و برخلاف عام قانون قدرت (جن کو وہ غلطی سے قدرت خداوندی کا پیمانہ سمجھ رہے تھے) ماننے لگے ہین -

ماہ صیام مین جبکہ مین سملہ پر تھا ایک بابو صاحب برہم سماج کے لکچرار و پریسٹ (جو میرے ہمسایہ تھے) مجھہ سے قانون قدرت (جس کو لوگون نے قانون سمجھہ رکھا ہے اور درحقیقت وہ خدا کی قدرت کا قانون نہین ہے ادیکھو اشاعۃ السنہ نمبر ۸ جلد ۴ مین مضمون "النیچر") کے تغیر و تبدل مین ہم کلام ہوئے - جب مین نے

یہہ ثابت کر دیا اور اُن سے تسلیم کرالیا کہ خدا کی قدرت انہی حالات و واقعات
مین (جو ہم دیکھ رہے ہین) محصور و محدود نہین ہے بلکہ وہ اِس سے فوق الفوق
اور ورار الورا وسعت رکھتی ہے اور ممکن ہے کہ خداے تعالے ان اسباب موجودات
سے وہ کام لے جو اسوقت تک ان سے نہین لئے گئے یا ہمنے نہین دیکھے - تو وہ
صاحب بولے کہ یہہ امر ممکن تو ہے اور بہ نظر قدرت وسیع و غیر محدود خداوندی
ہم اِس امکان کو مانتے ہین پر ہم اسکی فعلیت (وقوع) کو کیونکر مان لین جب تک اسکا
مشاہدہ نہ کرلین - اسپر مین نے مولف براہین احمدیہ کے الہامات انگریزی ہم کو
پیش کیا اور یہہ کہا کہ ایک شخص کا انگریزی زبان سے امی و اجنبی محض ہوکر (جسکو ہم
وزبر [illegible] معلوم
کرا سکتے ہین) بلا تعلیم و تعلم اس زبان مین ایسی باتین بیان کرنا (جن کا بیان
انسانی طاقت سے خارج ہو) تمہاری تجویزی قانون قدرت کے مخالف نہین تو
کیا ہے ؟ یہہ سُنکر بابو صاحب موصوف نے سکوت کیا اور یہہ فرمایا کہ ایسے شخص کو
مین بھی دیکھنا چاہتا ہون - پھر مین نے یہہ بھی سنا کہ انہون نے ایک خط بھی متضمن
اظہار اشتیاق ملاقات مولف براہین احمدیہ کے نام لکھا اور مجھے یہہ بھی امید ہے کہ
اگر وہ اپنے ارادے و وعدے کو پورا کرین گے اور مولف کے زاد بوم کے
ساکنین ہندو مسلمانون کی متواتر شہادت سے انکا انگریزی زبان سے محض ناواقف
ہونا ثابت کرلینگے تو وہ اِس امر کا خرق عادت اور کرامت ہونا مان لین گے -
اور وہ جب الہامات یا مولف کی کسی اور پیشین گوئی کا خود تجربہ و
مشاہدہ کرلین گے تو قبول و اظہار اسلام سے بھی دریغ نکرینگے -

ایسا ہی مجھے اور انگریزی خوانان اہل انصاف سے توقع ہے کہ اگر
وہ بچشم انصاف انگریزی الہامات مولف کو پڑھین یا بگوش انصاف سُنین اور

ساتھ ہی اسکے انکو بھی تصدیق ہوکر مولف انگریزی کا ایک حرف نہین جانتا تو وہ
اِس امر کا کراست ہونا مان لین - یہہ لوگ جو اپنے تجویزی قانون کو قانون قدرت خداوندی
سمجھتے ہین اور اِسکے خلاف کو محال جانتے ہین تو اس کی وجہ یہی ہے کہ آج کل ان کو
اِس قانون کے مخالف کچھہ دکہانے والا کوئی نظر نہین آیا - اور پچھلے خوارق انبیا و
اولیا پر (جو بواسطہ نقل انکو پہنچے) انکو راستی کا گمان نہین ہے اور جو اِن مین سے
(جیسے حضرات نیچریہ جو مسلمان برہمو یا فلسفی مسلمان کہلانے کے مستحق ہین) اس نقل کو
راست جانتے ہین وہ اِس مین تاویل و تصرف کر کے اِن خوارق کو امور عادیہ بنا لیتے
ہین - ان لوگون کو بھی کوئی ظاہر کرامات دکھانے والا نظر آوے تو امید ہے کہ انکا
انکار بھی مبدل باقبال ہوجاے - اسی امید پر ہم مولف براہین احمدیہ کو یہہ
صلاح دیتے ہین کہ جیسے آپ نے پادریون اور برہمو سماج و آریہ سماج کے سرگروہ
واعیان کے نام خطوط متضمن وعدہ مشاہدہ خوارق تحریر کئے ہین ویسے ہی سرگروہ
فرقہ نیچریہ کے نام بھی ایک خط تحریر فرمائین - اِسکے جواب مین اگر وہ یہ کہین
کہ ہم تو اسلام کو قران کو مانتے ہین خدا کو خدا اور رسولؐ کو رسول جانتے ہین ہمکو خوارق و
کرامات کی (جن کے مشاہدے سے صرف تصدیق نبوت مقصود ہوتی ہے) کیا ضرورت ہے -
تو اِسکا جواب ان کو یہہ دین کہ آپ لوگ گو ذات یا لفظ خدا کو مانتے ہین مگر اسکے صفات پر
پورا ایمان نہین رکھتے - اسکا قادر مطلق ہونا تسلیم نہین کرتے - اسکو اس بات پر کہ وہ
آگ سے پانی کا اور پانی سے آگ کا کام لے قادر نہین سمجھتے بلکہ اس امر کو اسکی قدرت
مین بٹہ لگانے والا خیال کرتے ہین (دیکھو تہذیب اخلاق رجب سنہ ۱۲۹۶ ہجری)
اور خدا کو ایسا ماننا نہ ماننے کے برابر ہے - اسلئے آپ لوگون کو بھی اس امر کی
سخت حاجت ہے کہ کرامات و خوارق کا بچشم خود ملاحظہ کرین اور اپنے اس ایمان کو
صحیح یا کامل بنادین -

تیسیر اسرد فائدہ الہامات انگریزی زبان کا یہہ ہے کہ جو لوگ انگریزی زبان کے پڑہنے بولنے کو کفر سمجھتے ہین انکا یہ خیالی کفر ٹوٹے اور انکو (جب وہ انصاف سے کام لین) اس مسئلہ شرعیہ کا کہ "زبانین سبہی خدا کی تعلیم و الہام سے ہین اور کسی زبان کا بولنا پڑہنا منع نہین ہے اور کسی زبان کو (عربی ہو خواہ فارسی ہندی ہو خواہ انگریزی) اسکے مضامین سے نظر اٹھا کر اچہا یا برا نہین کہا جا سکتا (جسکا مفصل بیان و ثبوت شرعی اشاعۃ السنہ نمبر ۶ جلد ۵ مین گزرا") با مشاہدہ الہام سے ثبوت ملے۔

ہر چند قبل تسلیم الہام مولف یہ الہامات انگریزی زبان ان لوگون پر حجت نہین ہو سکتے۔ مگر جب وہ انصاف سے کام لینگے اور اس بات کو کہ مولف براہین احمدیہ انگریزی کا ایک حرف نہین جانتا اسکے [illegible] کی صورت [illegible] نہین پہچانتا متواتر شہادت سے محقق کر لین گے اور ان الہامات کے مضامین مشتمل اخبار غیب کو (جن پر کوئی بشر بذات خود قادر نہین) انصاف کی نظر سے دیکہین گے تو انصاف انکو ان الہامات کی تسلیم پر مجبور کر دیگا۔ اسوقت انکو اس مسئلہ قدیمہ شریعت محمدیہ کا با مشاہدہ الہام سے ثبوت ملیگا۔

انکو انصاف نصیب نہو گا تو یہہ فائدہ انہی لوگون کو ہو گا جو مولف کو سچا جانتے ہین اور انکے الہامات کو مانتے ہین اور اس سے پہلے وہ انگریزی زبان کو برا سمجہتے تھے اور انگریزی پڑہنے والون کو سخت حقارت سے دیکہتے تھے اب ان سے امید ہے کہ وہ اس متعصبانہ جاہلانہ خیال کو دماغ سے نکال دینگے اور دنیاوی اغراض کے لئے جیسے اپنے بچون کو فارسی ہندی سکہاتے ہین انگریزی بہی سکہائینگے اور اسباب ترقی حسن معاشرت سے جسمین اور لوگ بڑہے جاتے ہین اور یہہ باوجود طلب محض جہالت و تعصب سے پس ماندہ ہین حصہ پائینگے۔

بعض خوش فہم ان فوائد ظاہرہ کو سنکر غور و انصاف سے یکسو ہو کر یہ اعتراض کرتے ہین

کہ انگریزی زبان کے الہامون مین یہہ فوائد تھے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو انگریزی
زبان مین الہام کیون نہ ہوا۔

اس کا جواب ان فوائد کی تقریر کے ضمن مین ادا ہو چکا ہے مگر توفیق رفیق نہ ہو تو
سمجھہ مین کیونکر آوے۔ ان حضرات کے فہم پر ترس کہاکر با علم ضمنا (یعنی جو ضمنا معلوم ہوا)
کی تصریح اور اس جواب کی بالاختصار تقریر کیجاتی ہے۔

(۱) آنحضرت کے مخاطب وقت انگریزی خوان نہ تہے اسلئے آپ کو انگریزی
زبان مین الہام نہوا وہ لوگ عربی زبان تھے لہذا انکو عربی زبان ہی مین قرآن نے
اعجاز دکہایا۔ اس اعجاز کے علاوہ صدہا معجزات اور بھی اُنکو دکہائے گئے جو اُس وقت
اُن لوگون کے مناسب حال تہے۔

بیشک خداوند تعالی کی قدیمی عادت ہے کہ ہر زمانہ میں اسی قسم کے معجزات و خوارق [illegible] کو
دکہاتا ہے جو اُس کے زمانے کے لئے مناسب ہون۔ حضرت موسی علیہ السلام کے
وقت مین سحر کا بڑا زور تہا۔ اسلئے انکو ایسا معجزہ (لاٹھی کا سانپ بن جانا وغیرہ)
دیا جو سحر کا ہم جنس یا ہم صورت تہا اور پہر وہ سحر پر غالب آیا۔ حضرت عیسی علیہ السلام
کے زمانے مین طب کا بڑا چرچا تھا اسلئے انکو ایسا معجزہ (اندہے مادر زاد اور کوڑہی کو
اچہا کرنا اور مردے کو زندہ کرنا) دیا گیا جسنے طبیبون کو مغلوب کیا۔ آنحضرت صلعم
کے مخاطبین وقت کو فصاحت کا ایسا دعوے تہا کہ وہ اپنے سوا کسی کو اہل سخن
نہ جانتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بلاد غیر کے لوگون کا عجم (یعنے گونگے) نام رکہتے
تھے۔ اسلئے خدائے تعالے نے انگریزی خوانون پر (جو عربی سے محض نا آشنا ہین اور سماعی
باتون پر وہ ایمان نہین لاتے) دین محمدی اور قرآن کا صدق ظاہر کرنا چاہا تو آنحضرت کے
اُمتیون اور خادمون مین سے ایک شخص کو انگریزی الہامات سے (جو انگریزی خوانون کے افحام یا
افہام کا باعث ہون) ممتاز فرمایا۔

(۳) اور آنحضرت کے زمانے مین اقوام غیر کی زبان سیکھنے کو برا نہ سمجھتا تھا بلکہ آنحضرت نے زید بن ثابت کو عبرانی سیکھنے کا حکم دیا ہے چنانچہ بخاری مین بصفحہ ۱۰۶۸ منقول ہے اور اس روایت کی تخریج اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۵ مین ہوچکی ہے آنحضرت کے زمانے مین ایسے متعصب (جو ہمارے زمانے مین موجود ہین) ہوتے تو ضرور آنحضرت بہی اقوام غیر کی زبانون مین ملہم و مخاطب ہوتے اور ابطال خیال متعصبین زمانہ حال کے لئے وہی حکم جو زید بن ثابت کو ارشاد ہوچکا ہے کافی ہے اور آیات قرآن وعلم آدم الاسماء اور ومن آیاتہ اختلاف السنتکم وغیرہ مین بہی اس خیال کا ابطال پایا جاتا ہے - چنانچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۵ مین اسکی تفصیل گذر چکی ہے -

بعض انگریزی خوان ان الہامات انگریزی پر یہہ بہی اعتراض کرتے ہین کہ ان کی انگریزی اعلےٰ درجہ کی فصیح نہین -

اسکا جواب یہہ ہے کہ اعلی درجہ کی فصاحت تو قرآن ہی کا معجزہ ہے جو بجز قرآن کسی مسلم الثبوت کتاب آسمانی مین بہی نہین پایا جاتا پہر ان الہامات مین اعلے درجے کی فصاحت نہ پائی گئی تو کونسا محل اعتراض ہے - یہان صرف غیر زبان مین الہام ہونا ہی (معمولی طور پر کیون نہو) خرق عادت اور کرامت ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا (جن کی امت مین یہ الہام ہوا) معجزہ

بعض یہہ بہی اعتراض کرتے ہین کہ ان الہامات کی انگریزی مین غلطیان بہی ہین جیسے اس فقرہ ملہمہ مین (جو بصفحہ ۴۸۰ کتاب موجود ہے) - "آئی کین ویٹ آئی ول ڈو" لفظ ویٹ غلط ہے صحیح اس مقام مین لفظ وہٹ چاہئے -

اسکا جواب یہہ ہے کہ اس غلطی کا الہام سے ہونا متعین و متیقن نہین

جائز و ممکن ہے کہ الہام مین لفظ وہٹ ہو مولف نے اس وجہ سے کہ وہ اس زبان اور حروف سے محض اجنبی و امی ہے دیٹ پڑھ لیا ہو جو لفظ وہٹ کا ہم شکل و مشابہ ہے جیسے لفظ دیٹ جو کتاب مین مکتوب ہے اسی تشابہ کے سبب وہٹ پڑہا جا سکتا ہے چنانچہ ایک لائق انگریزی خوان (سٹیشن ماسٹر بٹالہ) سے اِس غلطی کا ذکر آیا تو انہون نے فرمایا کہ مین نے تحیٖ اس لفظ کو وہٹ ہی پڑہا تہا۔

بعد تحریر اِس جواب کے **اُسیدن** (جسدن یہہ جواب لکہا جا چکا تھا) جناب **مولف** اِس شہر بٹالہ مین جہان مین اب ہون تشریف لائے اور آپ کی **ملاقات** کا اتفاق ہوا تو مین نے آپ سے پوچہا کہ انگریزی الہامات آپ کو کس طور پر ہوتے ہین انگریزی حروف دکہائے جاتے ہین یا فارسی حروف مین انگریزی فقرات لکہے ہوئے دکہائے جاتے ہین انہون نے جواب مین فرمایا کہ فارسی حروف مین انگریزی فقرات مکتوب دکہائے جاتے ہین جس سے مجہے اپنی تجویز کا یقین ہوا اور معلوم ہوا کہ یہہ غلطی ہے تو مولف کے فہم کی غلطی ہے جنہون نے وہٹ کو دیٹ پڑہا اصل الہام کی غلطی نہین اور ایسی غلطی فہم یا تعبیر (جس سے کوئی گمراہی پیدا نہ ہو اور نہ اس سے صدق ملہم یا الہام مین فرق آوے) ایسے الہام مشتبہ یا مبہم مین کوئی نئی بات نہین اور نہ محل تعجب و انکار ہے۔ اِس قسم کی غلطیان پہلے ملہمین مسلّم الالہام سے بہی ہو چکی ہین اور یہہ ان کے الہام مین خلل انداز نہین سمجہی گیئن۔

عصمت انبیا کا مسئلہ نہایت **صحیح و درست** اور تسلیم و صحت نبوت کا مناط و مدار ہے مگر وہ انہی امور سے متعلق ہے جو تکلیفی* و

---

* **تکلیفی امور** سے وہ احکام شرعیہ **مراد** ہین جنکے کرنے یا نہ کرنے پر لوگ مکلف و مامور ہین **تبلیغی امور** مین احکام شرعیہ کے علاوہ انبیا علیہم السلام کے

تبلیغی ہین اور ان سے عامہ مکلفین کی ہدایت یا نفع (اگر وہ ٹھیک طور پر ادا ہون) یا ضلالت و نقصان (اگر انکے ادا و تبلیغ مین غلطی ہو) متصور ہے **زائد امور** مین جو ہدایت اور ضلالت کا مدار نہ ہون اور نہ ان کے وقوع یا عدم وقوع سے صدق یا کذب ملہم ثابت ہوتا ہو۔ **غلطی فہم یا تعبیر یا اشتباہ** مراد اس عصمت مین خلل انداز نہین ہے۔

اسکی **تفصیل** اور اسپر **دلیل** پیش کرنے کا یہہ **موقع نہین** اس تفصیل و دلیل کا محل ہمارا مضمون اثبات نبوت ہے جسکا وقت اتمام عنقریب آنیوالا ہے۔ اس مقام مین ایسی دو **تمثیلون** کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے جن مین

ذاتی افعال [illegible]

واجب ہی ابھی داخل ہین ور امور تبلیغی مین وہ **اخبار** گذشتہ یا آیندہ داخل ہین جنکے صدق سے صدق انبیا متصور ہے اور کذب سے کذب۔

٭ جو شایقین ہمارے مضمون اثبات نبوت کا انتظار نہ کر سکین وہ اس تفصیل و دلیل کو کتب تفاسیر (تفسیر کبیر وغیرہ) و کتب عقائد (شرح عقائد شرح فقہ اکبر۔ تحفہ اثنا عشریہ شرح مواقف وغیرہ) مین ملاحظہ کرین

ہم اس مقام مین صرف مذاہب اسلامیہ کی **تفصیل** کرتے ہین۔ جس سے ناظرین کو معلوم ہو کہ سبھی مذاہب مین محل عصمت وہی امور ہین جو مدار صدق اور متعلق بتبلیغ و شرلیعت ہین۔ زائد امور کو جن کو شریعت و تبلیغ سے تعلق نہین اور نہ وہ گناہ یا طاعت سے تعلق رکھتے ہین عصمت کا محل کوئی نہین سمجھتا

فقہ اکبر امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ اور اسکی شرح منح الازہر (تالیف ملا علی قاری) مین ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام گناہون سے صغیرہ ہون خواہ کبیرہ

سید المعصومین خاتم المرسلین کا بعض الہامات (غیر متعلق بہ تکلیف و تبلیغ) کے

والانبیاء علیھم السلام
کلھم منزھون عن الصغائر
والکبائر والکفر والقبائح
وقد کانت منھم زلات
وخطیات ای عثرات بالنسبة
الی ما لھم من علی المقامات
وسنی الحالات ذکر القاضی
ابو زید فی اصول الفقہ ان
افعال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم عن قصد علی اربعة
اقسام واجب ومستحب ومباح
وزلة فاما کان یقع غیر قصد
کما یکون من النائم والمخطی
ونحوھما فلا عبرة بھا لانھا
غیر داخلة تحت الخطاب
ثم الزلة لا تخلو عن القران
ببیان انھا زلة اما من
الفاعل نفسہ کقول موسی
حین قتل القبطی ہو کرتہ
ھذا من عمل الشیطان

خصوصاً کفر اور بے حیائی کے
کامون سے معصوم ہوتے ہین۔
ہان بعض انبیا سے لغزش اور بہول
چوک ہو جاتی ہے جو ان کے
عالی مقامات اور روشن حالات کی
طرف نظر کرنے سے خطا معلوم ہوتے
ہین قاضی ابو زید نے اصول فقہ
مین فرمایا ہے کہ نبی صلعم کے
افعال جو قصداً ان سے سرزد
ہوتے چار قسم ہین واجب۔
مستحب۔ مباح اور لغزش اور جو
بلا قصد سرزد ہوئے جیسے سوتے
ہوئے یا بہولنے والے کا فعل
اسکا اعتبار نہین کیونکہ وہ متعلق
حکم الٰہی نہین اور فعل لغزش کے
ساتھ اسکی لغزش ہونے کا بیان
ضروری ہے خواہ نبی سے ہو جیسے
حضرت موسی کا اپنے فعل قتل
قبطی کی نسبت یہہ کہنا کہ یہہ
فعل شیطان ہے) خواہ

مراد سمجھنے ہین اشتباہ وشک پایا جاتا ہے۔

واما من الله سبحانه كما قال تعالى فى حق آدم وعصى آدم ربه فغوى مع انه قيل زلته كانت قبل نبوته لقوله تعالى ثم اجتبه ربه فتاب عليه وهدى واذا لم يخلو الزلة عن البيان لم يشكل على احد انها غير صالح للاقتداء بها فتبقى العبرة للانواع الثلثة وقد ذكر شمس الائمة ايضا نحو وفى شرح العقائد ان الانبياء معصومون عن الكذب خصوصا فى ما يتعلق بامر الشرع وتبليغ الاحكام وارشاد الامة اما عمدا فبالاجماع واما سهوا فعند الاكثرين وفى عصمتهم عن سائر الذنوب تفصيل وهو انهم معصومون عن الكفر

خدا کی طرف سے جیسے خدا کا (حضرت آدم کے ممنوع درخت کا پہل کہانے پر) یہہ فرمانا کہ آدم نے اپنے اِس فعل مین اپنے رب کا کہا نہین مانا اور چونکہ انبیا کی لغزش اِس بیان سے خالی نہین ہوتی لہذا یہ بات کسی پر مشتبہ نہین کہ انبیا کا فعل لغزش [illegible] اقتدا نہین پس لائق اعتبار پہلے تین قسم ہوئے۔ ایسا ہی شمس الائمہ نے ذکر کیا ہے۔ اور شرح عقائد مین ہے کہ انبیاء جہوٹ سے خصوصاً اس امر مین جو شرع وتبلیغ احکام اور ہدایت امت کے متعلق ہو معصوم ہوتے ہین عمداً گناہ کرنے سے تو سب کے نزدیک معصوم ہین بہولے سے گناہ کرنے سے اکثر کی خیال مین جہوٹ کے سوا اور گناہون سے معصوم ہونے مین مذاہب کی یہ تفصیل ہے کہ کفر سے

نقل ماخذ نمبر ۳۴

(۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو الہام منامی (یعنی خواب مین)

قبل الوحی وبعدہ بالاجماع وکذا عن تعمد الکبائر عند الجمھور خلافا للحشویة واما سھوا فجوزہ الاکثرون واما الصغائر فیجوز عمدا عند الجمھور خلافا للجبائی واتباعہ ویجوز سھوا بالاتفاق الا ما یدل علی الخسة کسرقة لقمة والتطفیف بحبة لکن المحققین اشترطوا ان ینبھوا علیہ فینتھوا عنہ ھذا کلہ بعد الوحی واما قبلہ فلا دلیل علی امتناع صدور الکبیرة خلافا للمعتزلة ومنع الشیعة صدور الصغیرة والکبیرة قبل الوحی وبعدہ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۴۹ وغیرہ)	تو وہ نبوت سے پہلے اور پیچھے معصوم ہین ایسا ہی عمداً کبیرہ گناہ کرنے سے اسمین حشویہ کو (جو قران وحدیث کے ظاہری الفاظ بے سوچے سمجھے پکڑ لیتے ہین) خلاف ہے وہ عمداً گناہون کے سرزد ہونے کے بھی قائل ہین ہوے سے گناہ سرزد ہونیکو اکثر علماء جائز سمجھتے ہین چھوٹے گناہون کا عمداً سرزد ہونا جمہور کے نزدیک جائز ہے۔ اسمین جبائی معتزلی اور اسکے اتباع کو خلاف ہی سہواً سرزد ہونا صغائر کا سب کے نزدیک درست ہی بجز ایسے صغیرہ کی جسمین خست پائی جاوے جیسے ایک لقمہ کا چرا لینا یا ایک دانہ وزن مین کم دینا لیکن محققین کہتے ہین کہ ایسے صغائر سے بہی انکا خدا کی طرف سے متنبہ ہوکر باز آجانا ضروری ہے

یہ نبوت سے پچھلے زمانے کا حکم ہے۔ اور نبوت سے پہلے کبیرہ گناہ کے

عن عائشہ ان النبی صلعم قال لها اریتك فی المنام مرتین انك فی سرقة من حریر ویقول هذا امرءتك فاکشف عنها فاذا هی انت فاقول ان یك هذا من عند الله یمضه (صحیح بخاری ص۵۵۱)

قال القسطلانی ناقلا عن شرح المشکوة وجه التردد هل هی رویا وحی علی ظاهرها او حقیقتها او رویا وحی لها تعبیر وکلا الامرین جائز فی حق الانبیأ قال فی الفتح هو المعتمد وبه جزم السهیلی عن ابن العربی۔

(شرح قسطلانی جلد ۶ ص۲۳۷)

حضرت عائشہ صدیقہ کی صورت قبل از نکاح مشاہد کرائیگئی اور کہا گیا کہ یہہ تیری زوجہ ہوگی۔ آنحضرت کو (باوجودیکہ آپ کو اصل الہام مین شک نہ تھا اور انبیا کا الہام منامی کیون نہو ہمیشہ یقینی ہوا کرتا ہے) اس الہام کی تعبیر و مراد سمجھنے مین اشتباہ واقع ہوگیا اور آپ نے یہہ فرمایا کہ اگر یہہ خدا کی طرف سے ہے (یعنی بظاہر معنی کہ اس صورت سے عائشہ صدیقہ ہی مراد ہو) تو خدا اسکو سچا کریگا۔

سرزد ہونے کے محال ہونے پر کوئی دلیل نہین ہے۔ اسمین معتزلہ کو خلاف ہے۔ شیعہ کا یہہ قول ہے کہ نبی نبوت سے پہلے اور پیچھے صغیرہ اور کبیرہ بھی گناہون سے معصوم ہوتا ہے"

اس تفصیل مذاہب سے ثابت ہوا کہ جو امر زاید و غیر متعلق بہ تکلیف ہو اور اُسکو صغیرہ یا کبیرہ گناہ نہ کہا جا سکے اس مین کسی مذہب کے رو سے نبی کی خطا سے محافظت ضروری نہین۔ ان مذاہب کے دلائل دیکھنے ہون تو تفسیر کبیر جلد اول صفحہ (۵۰۴) اور شرح مواقف ص۶۸۸ ملاحظہ کرین۔

(۲) آنحضرت صلعم کو الہام منامی مین آپ کی ہجرت کی ایسی جگہہ دکہائی گئی جسمین درخت خرما تہے اس کی تعبیر آپ کے خیال مین یہہ آئی کہ وہ یمامہ ہے یا موضع ہجر۔ مگر یہہ خیال واقع کے مخالف نکلا وہ ہجرت کی جگہ مدینہ طیبہ تہا۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اس امر کا اظہار فرمایا۔

عن ابی موسی عن النبی صلعم رایت فی المنام انی اھاجر من مکۃ الی ارض بھا نخل فذھب وھلی انھا الیمامۃ او ھجر فاذا ھی یثرب (صحیح بخاری ص ۵۵۱)

جب ان دونون الہامون کے (جو متعلق بہ تبلیغ و تکلیف نہین) معنے سمجہنے مین سید الملہمین و خاتم المرسلین کو شک و اشتباہ واقع ہوا اور الہام دوم کے معنے سمجہنے مین تو آپکا خیال واقعہ کے بالکل مخالف نکلا تو پہر مولف براہین احمدیہ کا (جو نبی نہین ہے صرف نبی آخر الزمان کے خادمون اور امتیون سے ہے) ایک لفظ الہامی غیر زبان کے سمجہنے مین غلطی کرنا (جس سے نہ کوئی گمراہی مخلوق متصور ہے نہ اس سے الہام یا ملہم کی کسی خبر کی نسبت خلاف گوئی ثابت ہوتی ہے) کونسا محل تعجب و انکار ہے۔

یہہ جواب اور اسکی موید مثالین ان انگریزی خوان معترضین کے (جو اہل اسلام ہین اور وہ انبیا کے ان حالات کو مانتے ہین) خطاب مین پیش کی گئی ہین اور اگر معترضین اقوام غیر سے ہین (جو نبیون اور اُن کے حالات و مقالات مندرجہ کتب حدیث کو نہین مانتے) تو انکا جواب یہی بس ہے کہ ایسے امور زائد مین (جو صدق و ہدایت کا مدار نہون) ملہم کے خطا سے حفاظت کی ضروری ہونے پر کوئی دلیل نہین اور یہہ خطا ان کے فرض منصبی مین خلل انداز نہین کیونکہ ان امور زائد کو ان کے فرض منصبی سے

کچھہ تعلق نہین - ان امور مین انکا غلطی کرنا ایسا ہے جیسا کہ انکا راستے مین چلتے ہوئے پہسل جانا یا چھت پر سے گر پڑنا یا کسی کے ہاتھ سے مارے جانا یا چوٹ کہانا یا کپڑا سینے یا کہیتی کرنے مین کوئی غلطی کرنا جسکو کوئی بھی ان کے فرض منصبی کے مخالف نہین سمجھتا ۔

اعتراض سوم کا جواب

اس اعتراض کا ماحصل یہہ ہے کہ مولف براہین احمدیہ اپنے الہامات کو حجت قطعی جانتا ہے حالانکہ علماء اسلام نے الہام غیر نبی کو مطلق حجت نہین مانا اور اسکو دلیل شرعی قرار نہین دیا ۔

الجواب

علمائے اسلام نے جو قرار دیا ہے کہ الہام وکشف غیر نبی حجت نہین تو اس سے انکی مراد (جس کو وہ خود بتصریح بیان کر چکے ہین ہم اپنی طرف سے نہین کہتے) یہہ ہے کہ غیر نبی کا الہام یا کشف کسی دوسرے پر حجت نہین اور وہ ان دلائل شرعیہ مین سے نہین ہے جنکا اتباع عام اہل اسلام پر واجب ہے اور مولف براہین احمدیہ نے اس قرارداد علما کا خلاف ہرگز نہین کیا اور کہین نہین فرمایا کہ میرا الہام اور لوگون پر حجت ہے چہ جائیکہ اسکو قطعی حجت ٹھہرایا ہو جو لوگ یہہ دعوے کرتے ہین کہ مولف براہین اپنے الہامات کو اورون پر حجت ٹھہراتے ہین اور دوسرے لوگون کو ان پر یقین کرنا واجب سمجھتے ہین - وہ ہمکو مولف براہین کا کوئی ایک ہی کلمہ اس کتاب مین سے یا اور کہین سے ایسا بتادین جس مین انہون نے اپنے الہامات کو اورون کے لئے حجت یا قطعی دلیل ٹھیرایا ہے ۔ اور اگر وہ کوئی ایسا کلمہ انکی کلام مین نہ پائین تو یہہ اعتراض کرنے

ہوئے خدا سے شرماتے ہیں اور اس اعتراض بیجا اور طعن ناروا سے باز آتے ہیں ۔

کتاب براہین احمدیہ کی جلد ۳ صفحہ ۲۲۲ اور جلد ۴ صفحہ ۴۸۵ وغیرہ کے اُن فقرات سے (جن مین مولف نے الہام اولیاء اللہ کو قطعی کہا ہے) یا مولف کی کسی اور عبارت و کلام سے یہہ ہرگز مفہوم نہین ہوتا کہ وہ الہام غیر نبی کو ملہم کے سوا اورون کے حق مین بھی قطعی جانتے ہین ۔ اور حجت واجب العمل خیال کرتے ہین بلکہ ان کے اِن فقرات سے جو جلد چہارم مین آپ نے فرمائے ہین ۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس الہام کو ملہم ہی کے حق مین حجت و دلیل سمجھتے ہین غیرون پر اسکا عمل واجب نہین جانتے چنانچہ بصفحہ ۴۸۵ جلد چہارم خود فرماتے ہین "ظاہر ہے کہ اگر خضر اور موسی کی والدہ کا الہام صرف شکوک اور شبہات کا ذخیرہ تھا اور قطعی اور یقینی نہ تھا تو ان کو کب جائز تھا کہ وہ کسی بیگناہ کی جان کو خطرہ مین ڈالتے یا ہلاکت تک پہنچاتے یا کوئی دوسرا ایسا کام کرتے جو شرعاً و عقلاً جائز نہین ہے آخر یقینی علم ہی تھا جس کی باعث سے وہ کام کرنا ان پر فرض ہو گیا تھا اور وہ امور ان کے لئے روا ہو گئے کہ جو دوسرون کے لئے ہرگز روا نہین"

ایکدفعہ مولف سے بالمشافہ انکے الہام کی نسبت کچھ ذکر ہوا تو انہون نے صاف فرمایا کہ "ملہم پر تو اپنے الہام کے موافق عمل کرنا واجب ہی ہے اور لوگ اس کے موافق عمل نہ کرین تو ملہم کو رنج ضرور ہوتا ہے" جسے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ اورون کے حق مین اسکو واجب العمل نہین سمجھتے اور حجت خیال نہین کرتے ۔

اس بیان سے جواب اعتراض سوم تو پورے طور پر ادا ہوا

مگر اس سے ایک یہہ سوال پیدا ہو گیا کہ ولی اپنے الہام کو اپنے حق مین کیون حجت و دلیل سمجہتا ہے اور اسکے منجانب اللہ ہونے کا یقین کر لینا اسکو کیونکر جائز ہے ۔ جس حالت مین اسکے الہام مین وسوسہ شیطانی کا بہی احتمال ہے اور وہ خود تلبیس ابلیس سے معصوم نہین ہے ۔ اسی نظر سے ادلہ شرعیہ چار سے زیادہ شمار نہین ہوئین اور الہام و کشف غیر نبی اُن چار مین داخل نہین ۔

یہہ سوال مولف براہین احمدیہ پر وہ لوگ بہی کرتے ہین جو خود الہامی خاندان سے مشہور ہین اور مولف براہین سے پہلے وہ اپنے بزرگون کے الہام خود لوگون کو سنایا کرتے تھے اور یہی الہامات کے سبب وہ اپنے زمرہ اتباع مین آجتک ممتاز و مقتدا تصور کئے جاتے ہین ۔ جب وہ مولف کے ان دعاوی کو جن مین وہ اپنے الہامات کا اپنے لئے مفید علم و یقین ہونا بیان کرتے ہین ۔ سنتے ہین تو انکی طرف تعجب و حیرت کی نگاہون سے دیکھتے ہین ۔ اور جب وہ آپ کے وہ دعاوی مبارزانہ (جن مین وہ اپنے الہامات کے بہروسے مخالفین اسلام کو شرطین لگا کر خوارق مشاہدہ کرانے کا وعدہ دیتے ہین) سنتے ہین تو ان پر سخت معترض ہوتے ہین ۔ اور بعید نہین کہ وہ لوگ یا اَور معترض اشاعۃ السنۃ نمبر ۵ و ۶ جلد ۲ صفحہ ۱۴۵ و ۱۴۶ کی مندرجہ عبارات احیاء العلوم و میزان کبرے شعرانی وغیرہ کو بھی اپنے تعجب و اعتراض کے موید سمجہین اور ان عبارات کی دستاویز سے ہمارے ہی رسالہ سے ہم کو الزام دینے پر بہی مستعد ہو جائین ۔ لہذا اس سوال کے جواب دینے مین ہمکو خود بھی کسیقدر زیادہ غور کی ضرورت پیش آئی ہے اور ناظرین با انصاف کو بھی اسمین مزید توجہ کی ضرورت ہے ۔ بلکہ سچ پوچھو تو

اس کتاب یا اسکے مولف کی نسبت جسقدر اعتراضات منقول ہوئے ہین ان مین سے
صرف یہی ایک علمی یا مذہبی سوال ہے جسکے جواب مین کچھہ ہم کو سوچنا پڑا اور اسکی
طرف ناظرین اہل علم کی بھی توجہ ضروری ہے اور اعتراضات تو محض حاسدون کے
افترارات یا وہمیون کے خیالات ہین جنکے جوابات سے صرف عوام یا اوساط
الناس کے دہوکا کہا کر گمراہی مین پڑ جانے کے خوف سے قلم اٹھایا گیا ہے
ورنہ اہل علم کے نزدیک وہ سوالات لایق تعرض و جواب نہ تہے ۔

جواب

یہ اصول تو مسلم ہین کہ ملہم[1] (غیر نبی) اپنے سبہی الہامات مین
معصوم نہین ہوتا ۔ اسکے بعض الہامات مین تلبیس ابلیس کا امکان و احتمال
ہے (۲) اور خود بھی [illegible] ہر ایک الہام پر (جب تک اسکا مخالف شریعت
نہونا ثابت نہ کر لے) یقین کرنے کا شرعاً مجاز نہین (۳) اور اسکا یقین (جو
اسکو اپنے الہام پر خود بجود حاصل ہوتا ہے) شرعی حکم نہین (۴) اور (بنا رعلیہ)
اسکا ہر ایک الہام خود اسکے حق مین بھی ایسی دلیل شرعی (جسپر اہل اسلام کا
اتفاق ہو) نہین ہے چہ جائیکہ وہ اورون کے حق مین دلیل شرعی قطعی
واجب العمل ہو اشاعۃ السنہ نمبر ۵ و ۶ جلد ۲ کے صفحہ ۱۵۳ وغیرہ مین
انہی اصول کی تائید و تسلیم کے متضمن عبارات احیاء العلوم میزان کبرے و
فرقان وغیرہ منقول ہوئے ہین جن کی تسلیم سے ہم کو اب بھی
انکار نہین ہے ۔

ولیکن یہہ مسلم[1] نہین کہ ولی اپنے کسی الہام مین بھی معصوم
(بمعنے محفوظ) نہین ہوتا ۔ اسکا ہر ایک الہام محتمل تلبیس ابلیس (یا وسوسہ
شیطانی ہوتا ہے) (۲) اور نہ یہہ مسلم ہے کہ ولی کو اپنے کسی الہام پر

جب تک کہ کتاب آسمانی مین اسکی شہادت و تائید نہ پائی یقین کہنا جائز نہین ہے

(۳) اور نہ یہہ مسلم ہے کہ یہہ یقین اسکو اپنے کسی الہام مین حاصل نہین ہوتا جب تک کہ وہ اپنے الہام کی شہادت کسی کتاب آسمانی مین نہین پاتا (۴) اور (یہہ مسلم ہے کہ اُسکو اپنے الہام پر (گو وہ مخالف شرع نہو) عمل کرنا شرعاً ممنوع ہے جب تک کہ کسی کتاب آسمانی مین اس پر عمل کرنے کی صریح اجازت نہ پائے (۵) اور نہ یہہ مسلم ہے کہ اسکا کوئی الہام بدون شہادت آسمانی اسکے حق مین (اتفاقی نہیی) اختلافی دلیل بھی نہین ہے جسپر عمل کرنے کے لئے وہ کسی وجہ سے اور کسی کے نزدیک مامورومجاز نہ ہو۔

ان اصول کو جنکی تسلیم سے ہمکو انکار ہے ہمنے اشاعۃ السنۃ نمبرہ و ۶ جلد ۲ مین تسلیم نہین کیا اور نہ کسی اور محقق عالم اسلام کو ان اصول کا قائل و مسلم پایا اور نہ ان کی تسلیم وصحت پر کتاب اللہ و سنت یا تصانیف علماء امت و فقہاء ملت مین کسی دلیل کا مشاہدہ کیا۔

لہذا ہم باوجود تسلیم ان اصول کے جو اشاعۃ السنۃ نمبرہ و ۶ جلد ۲ مین تسلیم کرچکے ہین یہہ چار دعوے کرسکتے ہین (۱) ملہم غیر نبی جو نیکوکار و پرہیزگار ہو نہ فاسق و بدکار اپنے الہامات مین (جو کتاب اللہ کے مخالف٭ ہنون بلکہ

٭ یہہ قید محض ادباً و تعظیماً للشریعۃ لگائی گئی ہے۔ ورنہ قید دوام و ثبات الہام اس قید (عدم مخالفت کتاب اللہ) سے مغنی ہے۔ اور کوئی الہام اولیاء اللہ جسپر وہ منجانب اللہ قائم و ثابت رکھے جاوین خلاف شریعت نہیں ہوتا۔ اسی نظر سے مولف براہین احمدیہ نے الہام اولیا کے مخالف کتاب اللہ کے ہونے سے انکار کیا۔ اور بصفحہ ۲۳۵ کتاب بضمن حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱ کہا ہے "اور یہہ وہم کہ اگر الہام اولیا

مویدو موافق ہون اور ان مین کذب و گمراہی کا دخل نہو اور ان پر ملہم کو بہ تکرار و تاکید قائم رکہا گیا ہو۔ تلبیس ابلیس (یا وسوسہ شیطانی) سے محفوظ ہوتا ہے (۲) اور ان الہامات کے منجانب اللہ ہونے کا اسکو یقین کر لینا اس الہام کا لازمہ ہے اور شرعاً منع نہین گو اس یقین کی وجہ و دلیل بجز اس الہام کے اور کوئی اسکے پاس نہو۔ (۳) اور اس یقین کے موافق اسکو کوئی عمل یا دعویٰ (جسکو شریعت منع نہ کرے) کر لینا بھی اس الہام کے لوازم سے ہے اور شرعاً منع نہین گو اس عمل یا دعوے کے لئے کوئی اور دلیل شرعی اسکے ہاتھ مین نہو (۴) یہی الہام اور جو اس سے یقین حاصل ہوا ہے اس ملہم کے حق مین خدا کی طرف سے دلیل ہے گو یہہ دلیل ایسی شرعی دلیل نہین ہے [illegible] عمل کرنا واجب یا جائز ہوتا ہے اور نہ ایسی دلیل ہے جسکو عام اہل اسلام دلیل سمجھتے ہین صرف بعض علما جو کشف و الہام کا مذاق رکہتے ہین۔ اسکو ملہم کے حق مین دلیل سمجھتے ہین اور ان دعاوی اربعہ پر دلائل ذیل سے استدلال کر سکتے ہین۔

دلائل دعوے اوّل

اس دعوی کی موید دو دلیلین پہلی بہی بضمن جواب اعتراض دوم گذر چکی ہین جو آیت هل انبئكم على من تنزل الشياطين سے ماخوذ ہین اور

شریعت حقہ محمدیہ سے مخالف ہو تو پہر کیا کرین یہ ایسا ہی قول ہے جیسا کوئی کہے کہ اگر ایک نبی کا الہام دوسرے نبی کے الہام سے مخالف ہو تو پہر کیا کرین پس وساوس کا یہ جواب ہو کہ ایسا کامل التعد الہام جسکی ہمنے اوپر تعریف لکہی ہو ممکن نہین کہ شریعت حقہ محمدیہ سے مخالف ہو اور اگر کوئی کم فہم کچہ مخالفت سمجہے تو وہ اسکی سمجہ کا قصور ہے"

(اشاعۃ السنہ نمبر ۱۰ جلد ۷ صفحہ ۳۰۲)

ان سے خاص کر الہامات براہین احمدیہ کا منجانب شیطان نہونا ثابت کیا گیا ہے

اس مقام مین دو دلیلین اور پیش کیجاتی ہین -

دلیل اوّل (جو دلیل دوم سابق الذکر کے قریب قریب ہے) یہ ہے کہ شیطان بجز برائی وگمراہی کے اور کچھہ القا نہین کرتا اور ان الہامات مین سراسر ہدایت[‡] تسلیم کی گئی ہے گمراہی کی کوئی بات ان مین پائی نہین گئی پہر یہ القاء شیطانی کیونکر ہو سکتے ہین -

اس دلیل کا دوسرا مقدمہ ظاہر الثبوت ہے پہلے مقدمے کے شواہد قران مین کثرت سے موجود ہین - ایک جگہ ارشاد

انما یامرکم بالسوء والفحشاء (بقرہ ع ۲۱)	ہوا ہے کہ شیطان تم کو برائی اور بے حیائی ہی کی باتین کرنے کو کہتا ہے -
الشیطان یعدکم الفقر و یامرکم بالفحشاء (بقرة ع ۳۷)	اور جگہہ فرمایا ہے شیطان تم کو فقری سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کی باتین بتاتا ہے -
یرید الشیطان ان یضلهم ضلالا بعیدا (نساء ع ۹)	اور فرمایا شیطان چاہتا ہے کہ انکو دور بہلا دے

[*] اسمین اسمین فرق یہ ہے کہ وہ چند خاص الہامات کے منجانب اللہ ہونے پر دلیل ٹہیرائی گئی ہے یہ اسی قسم کی سبہی الہامات پر (۲) اسکا ماخذ ایک آیت ہے اسکا ماخذ کئی آیات (۳) اسکا نتیجہ یہ ہے کہ الہامات براہین احمدیہ شیطان کیطرف سے نہین اسکا نتیجہ یہ کہ ایسے الہامات شیطانی الہامات ہو ہی نہین سکتے -

[‡] کیونکہ ان ہی الہامات کو تلبیس ابلیس سے محفوظ مانا گیا ہے جو کتاب اللہ کے مخالف ہون بلکہ اسکے موید و موافق ہون

وان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم لیجادلوکم (انعام ع ۱۴)

اور فرمایا کہ شیاطین اپنے دوستونکو یہہ وسوسہ ڈالتے ہین کہ وہ تم سے (اے اہل قران مسئلہ ذبیحہ مین بمقابلہ قرآن) جھگڑین

وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا (انعام ع ۱۴)

اور فرمایا ایسا ہی ہمنے ہر ایک نبی کے لئے شیطان آدمیون اور جنون مین سے دشمن بنائے ہین جو ایکدوسرےکو دہوکھا دینے کے لئے ملمع کی باتین سکہاتے ہین

اس مضمون کی آیات قرآن مین اور بہیون ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ شیاطین حق اور ہدایت کی بات کسی کو نہین سکہاتے وہ گمراہی اور برائی ہی سکہاتے ہین۔

سوال- بحکم "الکذوب قد یصدق" (یعنی جہوٹا کبہی غرض فاسد سے سچ بول لیتا ہے) ممکن ہے کہ وہ الہامات حقہ شیطان کیطرف سے ہون جس سے کوئی نتیجہ بد نکالنا اسکو مدنظر ہو۔ اسکا موید وہ قصہ کتب حدیث ہے جس مین شیطان کا حضرت ابوہریرہ کو آیۃ الکرسی سکہا جانا پایا جاتا ہے۔

جواب جہوٹے کا کبہی سچ بولنا مسلم مگر اسکا لازمہ یہہ نہین کہ اس کے سبہی بول سچ ہون۔ اسکا لازمہ تو یہہ ہے کہ اسکا جہوٹ سچ سے زیادہ ہو۔ پہر جس کلام مین جہوٹ کا شائبہ بھی نہو تو وہ جہوٹے کا کلام کیونکر ہو سکتا ہے بناء علیہ جن الہامات مین از سرتا پا حق و ہدایت ہو۔ جہوٹ اور گمراہی کا اسمین نام و نشان نہو وہ القاء شیطانی کیونکر ہو سکتے ہین۔ اور اگر کہو یہ الہامات

کسی خاص ایسے شیطان کے القا سے ہیں جو کبھی جھوٹ نہیں بولتا اور وہ آنحضرت کے قرین شیطان* کی طرح مسلمان ہوگیا ہے اور قول نبوی فلا یامرنی الا بخیر کا مصداق بن گیا ہے تو ایسے شیطان کا القا عین القاء رحمانی ہے اور ایسا شیطان (ملہم الحق) نائب رحمان ہے جو بجز لا اله الا الله محمد رسول الله اور اسکے فروعات و مویدات کی کچھ القا نہیں کرتا - ایسے شیطان سے خدا نے آنحضرت سید الرسل کو نہیں بچایا تو اس سے ملہم غیر نبی کی حفاظت کی کیا ضرورت ہے اور اس سے محفوظ ہونے کا دعوی کون کرتا ہے؟

دلیل دوم - متقی و نیکوکار (نہ فاسق و بدکار) خدا کے مخلص بندوں سے ہے۔ اور مخلص بندہ خدا کے الہام میں گو شیطانی وسوسہ کا امکان ہی ہو مگر یہ ممکن نہیں کہ وہ اسی وسوسہ میں مبتلا رہے اور شیطان کو اُس پر ایسا

* چنانچہ حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا

وعن ابن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما منکم من احد الا وقد وکل به قرینه من الجن وقرینه من الملائکة قالوا وایاک یا رسول الله قال وایای ولکن الله اعانني عليه فاسلم فلا يأمرني الا بخير رواه مسلم

(مشکوٰۃ صفحہ ۱۰)

کہ تم میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ہمنشین شیطانوں میں سے مقرر ہوتا ہے ایک فرشتوں میں سے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپکے ساتھ بھی؟ آپ نے فرمایا ہاں میری ساتھ بھی ہے - پر خدائے تعالے نے مجھے اُس (ہمنشین شیطان) پر غالب کردیا ہے - اور وہ میری تابع ہوگیا ہے - لہذا وہ مجھے نیکی کے سوا کچھ نہیں کہتا -

تسلط ہوجائے کہ وہ اس کو اس وسوسہ سے نکلنے نہ دے پھر جن الہامات پر
خدا اپنے متقی اور مخلص بندون کو بتکرار و تاکید قائم و دائم رکھے وہ القاء شیطانی
کیونکر ہو سکتے ہین

اس دلیل کا یہی پہلا مقدمہ ظاہر الثبوت ہے۔ دوسرے مقدمہ پر دلائل بہت سی آیات قرآن ہین ازانجملہ وہ آیات جن
مین یہہ بیان ہے کہ خدا کے مخلص
بندون پر شیطان کا تسلط نہین ہوتا
اسکا تسلط انہی لوگون پر ہوتا ہے
جو اسکے دوست ہین (یعنی خدا
کے دشمن) اور شیطان کو خدا کا
شریک بناسکنے والے

ولاغوینهم اجمعین الا عبادك
منهم المخلصین قال هذا صراط
علی مستقیم ان عبادی لیس
لك علیهم سلطان (حجر ع ۳)
انما سلطانه علی الذین یتولونه والذین
هم مشرکون (نحل ع ۱۳)

اور ازانجملہ وہ آیات قرآنی (جو اب قرآن مین پڑھی نہین
جاتین اور وہ مشہور قراتون مین نہین ہین۔ صرف بعض صحابہ ابن عباس
و ابن مسعود وغیرہ کی وہ قرت ہے
لہذا اسکا رتبہ استدلال مین حدیث
کا سا ہے) جسمین یہہ بیان ہے کہ
ہمنے تجہہ سے پہلے (اے رسول)
کوئی نبی یا رسول یا محدث (یعنی ملہم)
ایسا نہین بہیجا کہ اس کی بات
مین شیطان نے بات نہ ملا دی ہو
پر خدا شیطان کی ملائی ہوئی بات کو

قال ابن عباس من نبی ولا محدث
(صحیح بخاری صـ ۵۲۱)
قوله قال ابن عباس من نبی
ولا محدث ای فی قوله تعالی وما
ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی
الا اذا تمنی الآیة کان ابن عباس
زادفیها ولا محدث اخرجه سفیان
بن عیینة فی اخر جامعه اخرجه عبد

بن حمید من طریقہ واسنادہ الی ابن عباس صحیح فلفظہ عن عمرو بن دینار قال کان ابن عباس یقول وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث (فتح الباری شرح صحیح بخاری)

مٹا دیتا ہے اور اپنی اصلی آیات (یعنی الہامات) کو محکم (ثابت) رکہتا ہے۔

اور از انجملہ وہ آیت جسمین ارشاد ہے کہ پرہیزگارون کو جب شیطان وسوسہ ڈالتا ہے تو وہ ہوشیار ہوجاتے ہین اور اس وسوسہ کو جان لیتے ہین اور جو لوگ شیطانون کے بہائی ہوتے ہین انکو شیطان گمراہی مین کہینچتے ہین پہر وہ ڈہیل نہین دیتے۔

ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون واخوانھم یمدونھم فی الغی ثم لا یقصرون (اعراف ع ۲۴)

اور ظاہر ہے کہ جو شخص ہمیشہ وسوسہ مین مبتلا ہے اور اس وسوسہ شیطانی کو الہام رحمانی سمجہتا ہے وہ ہوشیار اور سمجہہ دار نہین کہلاتا شیطان کا بہائی کہلانے کا مستحق ہے۔

اور از انجملہ وہ آیات جن مین خدا تعالے نے بندون سے وعدہ کیا ہے کہ اگر وہ پرہیزگار ہون گے تو انکو حق باطل (جسمین الہام رحمانی اور وسوسہ شیطانی بہی داخل ہے) کی تمیز عطا کریگا اور انکو نور رحمت فرمائیگا جس سے وہ سیدہی راہ چلین۔

یا ایھا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا (انفال ع ۴)
یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وامنوا برسولہ یوتکم کفلین من رحمتہ ویجعل لکم نورا تمشون بہ (حدید ع ۴)

اور ظاہر ہے جو شخص ہمیشہ وسوسہ شیطانی مین مبتلا رہے اسکو صاحب تمیز اور اہل نور نہین کہا جا سکتا۔

اور از انجملہ وہ آیت جس مین ارشاد ہے کہ جو شخص خدا کی طرف

۵۹

قل ان اللہ یضل من یشاء ویھدی الیہ من اناب (رعد ع ۴)	رجوع کرتا ہے خدا اسکو اپنی طرف راہ دکہاتا ہے ۔

اور از انجملہ وہ آیت جس مین ارشاد ہے کہ جن لوگون نے ہماری راہ (کی طلب)

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین (عنکبوت ع ۷)	مین کوشش کی انکو ہم اپنی راہ دکہاتے ہین اور خدا نیکو کارون کے ساتھ ہی

اور ظاہر ہے کہ جو شخص ہمیشہ شیطان کے وسوسہ مین مبتلا رہا اوسکو خدا نے راہ نہ دکہایا اور نہ خدا اُسکے ساتھ ہوا۔

اور از انجملہ وہ آیت جسمین خدا تعالے کا ارشاد ہے کہ تم مجھ پکارو مین تمہاری پکار سنون گا یا مین خود تم کو جواب دون گا (یعنی تمہاری دعا قبول کرون گا۔

[illegible] ادعونی استجب لکم (مومن ع ۶)

اور ظاہر ہے کہ شیطان کے جواب کو خدا کا جواب نہین کہا جا سکتا پس اگر کوئی خدا کا مخلص اور سچا طالب خدا کو پکارے اور اپنی پکار اور طلب مین پوری عاجزی کرے اور خدا کے دروازہ پر گڑگڑائے اور سر جہکاوے تو پہر کیونکر ممکن ہے کہ خدا کی جگہ شیطان اس کو ایسا جواب دے جسکو وہ خدا کا جواب سمجہتا رہے اس امر کو ممکن کہنا نہ صرف ولایت اولیا یا نبوت انبیاء مین خلل ڈالتا ہے بلکہ خدا کی خدائی کو بٹہ لگاتا ہے اور اُسکی وصف ربوبیت و قیومیت کو مٹاتا ہے اور یہہ بتاتا ہے کہ وہ اپنے وعدہ کو با وجود قدرت پورا اور سچا نہین کرتا یا وہ اس وعدہ کو پورا کرنے کی طاقت نہین رکہتا شیطان کو اسکے نیک بندون اور مخلص طالبون پر اس سے زیادہ قدرت و تصرف ہے تعالیٰ اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیراً ۔

ان دلایل قرانیہ سے مقدمہ دوم دلیل دوم ثابت ہوا۔ اور ان

دو دلیلون سے ہمارا دعوی اوّل ثبوت کو پہنچا - اور ثابت ہوا کہ اولیاء الله اپنے اُن الہامات مین (جن پر وہ قائم اور دائم رہین) تلبیس ابلیس سے محفوظ ہوتے ہین

اسمقام مین شاید ہماری وہ معاصرین (جو باوجود دعوے ترکِ تقلید تقلیدِ سابقین کے خوگر ہین اور بلا واسطہ سابقین کسی آیت یا حدیث سے تمسک نہین کرتے اور جو بلا واسطہ سابقین کسی آیت یا حدیث سے استدلال کو بہی اوسکو تعجب کی نگاہون سے دیکہتے ہین) یہ سوال کرین کہ تم سے پہلے کسی نبی و ولی غیر نبی کو معصوم و محفوظ کہا ہے؟ اور اس دعوے پر ان آیات سے تمسک و استدلال کیا ہے؟ لہذا بپاسخاطر ان حضرات کے اسمقام مین چند اقوال علماء سابقین پیش کئے جاتے ہین اور چونکہ اس سوال کا اندیشہ زیادہ تر مجہے اپنے [illegible] کے سبب سنیون کو بدعتی اور اہلحدیث کو حنفی بنا دیتے ہین اسلئے ان ہی علماء کی نقل اقوال پر اکتفا کیا جاتا ہے جنکو اس گروہ اہلحدیث سے زیادہ تعلق ہے تاکہ اس فرقہ ناجیہ کی نوخیز مجتہد اس دعوے کے سبب ہمکو بدعتی بناتے ہوئے ٹہرجائین اور یہہ خیال فرمائین کہ اس صورت مین اس مذہب کے مجتہد و مجدد اور اس ملک مین اسکے مروج بہی بدعتی ہو جائینگی پہر ہم اہلحدیث کس منہ سے کہلائینگی پس واضح ہوا کہ از انجملہ ایک عالم نبیل فاضل جلیل مولانا محمد اسمعیل شہید ہین جو رسالہ منصب امامت و صراط مستقیم مین کاملین اولیاء الله کو ہر قول و فعل الہام و اعتقاد مین معصوم بتاتے اور اس حصہ عصمت مین ان کو وارث انبیاء ٹہراتے ہین -

آپ کے رسالہ منصب امامت کو صفحہ ۳ سے ۴۲ تک ناظرین ملاحظہ فرماوین گے تو ہمارے اس دعوے بلکہ بہی دعاوی بلکہ کتاب براہین احمدیہ کے

ہان تو ہمنے تو احتیاط کے ساتھ قیدین لگا کر اونکو محفوظ بتایا تہا مولانا مرحوم نے ان قیدون کا بہی اظہار نہین فرمایا

55

اس قسم کے بہی مطالب کا اسکو موید پاوینگے -

ہم اس مقام مین تشویق ناظرین کے لئے اُن چالیس۴۰ صفحہ کا چند سطور مین خلاصہ بیان کرتے ہین اور جو عصمت اولیاء کے باب مین خاصکر انہون نے فرمایا ہے اسکو بعینہ معرض نقل مین لاتے ہین -

اس رسالہ کے صفحہ ۳ مین اصول کمالات انبیاء پانچ وصف بیان کئے ہین - (۱) وجاہت (۲) ولایت (۳) بعثت (۴) ہدایت (۵) سیاست

پہر فرمایا کہ وجاہت کی تین شاخین ہین -

(۱) محبوبیت حضور رب العالمین مین (۲) عزت ملائکہ مقربین مین (۳) سیاست یا سیادت بندون مین -

پہر صفحہ [illegible] مین فرمایا ہے ولایت کی تین شاخین ہین اول [illegible] معاملات صادقہ (الہام - تعلیم - تفہیم غیبی حکمت وغیرہ) دوم مقامات کاملہ (محبت - خشیت توکل رضا - تسلیم صبر - استقامت - زہد قناعت تفرید - تجرید) سوم اخلاق فاضلہ (علوہمت - وفور شفقت - حلم - حیا - محبت - وفا - سخاوت شجاعت)

پہر فرمایا یہہ ولایت بہی خواص بندگان خدا کو حاصل ہوتی ہے مگر کاملین خواص کو ان دو صفتون کے ساتھ (۱) عبودیت (۲) عصمت -

پہر بصفحہ ۷ فرمایا ”معنی عصمت آنست کہ آنچہ بایشان تعلق میدارد اقوال وافعال وعبادات وعادات ومعاملات ومقامات واخلاق واحوال آن ہمہ را حق جل وعلی از مداخلت نفس شیطان وخطا ونسیان بقدرت کاملہ خود محفوظ میدارد وملائکہ حافظین را بر ایشان ے گمارد تا غبار بشریت دامن پاک ایشان را نہ آلاید ونفس بہیمی ببعضے مکنونات خود امر نفرماید واگر احیانا چیزیکہ خارج از قانون رضامندی حضرت حق باشد از ایشان بطریق شذوذ وندرت

صادر میگردد فی الفور حافظ حقیقی ایشان را بآن آگاہ مے فرماید وعصمت غیبیہ طوعاً وکرہاً ایشان را کشان کشان براہ راست مے آرد واین ولایت مذکورہ کہ رنگین باشد برنگ عبودیت وعصمت آنرا ولایت النبوۃ میگویند پس ولایت النبوۃ غیر منصب نبوت ست چہ منصب نبوت مخصوص است بانبیاء واین ولایت النبوۃ اگرچہ بالاصالت در انبیا یافتہ مے شود فاما بعضے اکابر اولیا را ہم بہ تبعیت انبیا ازان نصیبے بدست مے آید چنانچہ دلائل این دعوی از کتاب و سُنّت عنقریب مذکور خواہد گردید انشاء اللہ تعالےٰ -

پھر بصفحہ ۸ بعثت کی ظاہری صورت اور حقیقت بیان فرمائی ہے -

پھر بصفحہ ۲۳ [illegible] کے پانچ طریق بیان فرمائے ہین (۱) نزول برکت [illegible] (۲) عقد ہمت (۳) فیض صحبت (۴) خرق عادت (۵) اظہار دعوت - اور ہر ایک کی شرح فرمائی ہے -

پھر بصفحہ ۲۲ سیاست ایمانی کو خاصہ انبیا ٹھہرا کر اُس کے چار قسم بیان کئے ہین -

پھر بصفحہ ۲۵ اس سیاست کے پانچ اصول بیان کئے ہین (۱) فراست (۲) امارت (۳) عدالت (۴) حفاظت (۵) نظامت -

پھر بصفحہ ۲۸ یہ دعوی کیا ہے کہ بعض مقبول بندے اگرچہ نبوت کا منصب نہین رکہتے مگر اُنکو اِن کمالات نبوت کا اپنی استعداد اور لیاقت کے موافق حصہ پہنچتا ہے

پھر صفحہ ۲۹ سے صفحہ ۳۷ تک ہر ایک کمال کا منجملہ کمالات مذکورہ غیر نبی مین پایا جانا آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ سے اس زور وشور سے ثابت کیا ہے کہ اُسمین کسی منکر کو مجال مقال باقی نہین رہنے دے - ازانجملہ کمال عصمت کے بیان و اثبات مین فرمایا ہے وازاعظم مقامات ولایت عصمت است باید دانست کہ حقیقت عصمت

حفاظت غیبی است کہ جمیع اقوال و افعال و اخلاق و احوال و اعتقادات و مقامات معصوم را بر راہ حق کشان کشان میبرد و از انحراف از حق مانع مے شود ہمین حفاظت کہ بانبیاء اللہ متعلق مے باشد آنرا عصمت مے نامند و اگر بکاملی دیگر متعلق مے باشد آنرا حفظ میگویند پس عصمت و حفظ فی الحقیقت یک چیز ست اما بنابر تادب لفظ عصمت را بر حفظ کہ متعلق باولیاء اللہ ست اطلاق نے نمایند بالجملہ مقصود ازین مقام آنست کہ حفاظت غیبی چنانکہ بانبیاء اللہ متعلق ست ہمچنین ببعضے اکابر از اتباع ایشان ہم متعلق مے باشد قال اللہ تعالی ان عبادی لیس لک علیہم سلطان وکفی بربک وکیلا ۞ پس معلوم شد کہ تعلق حفاظت غیبیہ ثمرہ کمال عبودیت است خواہ در انبیاء اللہ یافتہ شود خواہ در اتباع ایشان وقال اللہ تعالی وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیتہ ۔ و در قرات ابن عباس این کریمہ مسطورہ باین طریق مرویست وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیتہ پس برین تقدیر معنی عصمت کہ مفاد این کریمہ است چنانکہ برسل و انبیاء ثابت شدہ ہمچنین بمحدثین ہم ثابت گردید ہرچند قرات ابن عباس از قراۃ متواترہ نیست و اما قراۃ غیر متواترہ در اثبات حکم بمنزلہ خبر مشہور ست پس امتیاز متواتر از غیر متواتر در تلاوت ست نہ در اثبات حکم

وقال النبی صلعم لعلی اللہم ادر الحق معہ حیث دار[1] وقال النبی صلعم القرآن مع علی وعلی مع القرآن[2] وقال انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض[3] وقال النبی علیہ السلام الحق ینطق علی لسان عمر وقلبہ[4] وقال صلعم نعم المرء صہیب لو لم یخف اللہ لم یعصہ[5]

تراجم عبارت عربیہ - آیات قرآنیہ کا ترجمہ صفحہ (۳۰۷) مین گزرا - احادیث کا ترجمہ یہ ہے - آنحضرت نے حضرت علی مرتضی کے حق مین فرمایا ہے خدایا حق کو ادھر پھیر جدھر علی پھیرے (۲) اور فرمایا قرآن علی کے ساتھ ہے اور علی قرآن کے ساتھ ہے (۳) اور فرمایا مین تم مین دو بڑی چیزین چھوڑ جاتا ہون قرآن - اور اپنے اہلبیت یہ دونو جدا نہونگے یہانتک کہ حوض کوثر پر میرے پاس آوین (۴) اور آنحضرت نے فرمایا حق عمر کے دل و زبان پر ناطق ہے - (۵) اور فرمایا صہیب اچھا آدمی ہے

پہر صفحہ ۴۳۸ سے ۴۴۳ تک ان کمالات مین غیر نبی کی نبی سے مشابہتہ کے معنی بیان
کئے ہین جسکا حاصل یہہ ہے کہ ان کمالات کا ادنی مرتبہ ہر ایک مومن مین موجود ہے -
اور درجہ اعلی ابنیا سے مخصوص ہے اور اسکے مابین بہت مراتب ہین جو مختلف
اہل ایمان کو اُنکی لیاقت وکمال ایمان کے موافق حاصل ہوتے ہین سب سے کامل
مومن کو وہ درجہ کمال حاصل ہوتا ہے جو درجہ عام مومنون سے بالاتر اور درجہ
انبیا سے فروتر مگر اسکے قریب ہوتا ہے"

اور صراط مستقیم مین آپ بصفحہ ۲۸ فرماتے ہین " واین حفظ نصیبہ
ابنیا وحکما است وہمین را عصمت مے نامند ندانی کہ اثبات وحی باطن و
حکمت و وجاہت [illegible] عصمت [illegible] ابنیا [illegible] سنت وانجماعت اختراع
بدعت ست چہ بسیارے ازین امور در احادیث رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام
در مناقب صحابہ کبار منقولست چنانچہ بر مہرہ اہل حدیث پوشیدہ نیست واگر خوف
ملال بسبب تطویل کلام نے شد پارہ ازان احادیث درین مقام ذکر کردہ مے آمد
وندانی کہ ارباب این کمال از عالم منقطع شدہ اند و قرب الوجود از روئے
زمین منطمس گردیدہ"-

قرب الوجود کی تفسیر آپ نے بصفحہ ۸۸ کتاب ان الفاظ کی ہے "و این
صدیقیت ممزوجہ بذکا و عقل را کہ از لوازم حکمت و وجاہت است جناب سید الحکما
سند العلما اعنی شیخ ولی اللہ بقرب الوجود تعبیر مے فرمایند"-

اور آپ سے پہلے آپکے عم بزرگوار رئیس متاخرین اہل سنت مولانا شاہ **عبد العزیز**
علیہ الرحمۃ نے اور انسے پہلے اُنکے والد ماجد حکیم ہذہ الامۃ حضرت **شاہ ولی اللہ**
قدس سرہ نے عصمت و وجاہت وحکمت وغیرہ غیر انبیا کے لئے ثابت کی ہے
اسباب مین جناب مولانا شاہ عبد العزیز کا ایک فتوی نقل کیا جاتا جس ہی دونون

حضرت کے خیال اور مقال کی تصدیق ہو سکتی ہے۔

سوال از مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ

جناب فخر المحدثین شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ در تفہیمات الٰہیہ وغیرہ مقامات اربعہ کہ عصمت و وجاہت و حکمت و قطبیت باطنہ ست برائے حضرت ائمہ اثنا عشریہ علیہم السلام ثابت کردہ اند و ان ہدایت مآب نیز در رسالہ مراتب کہ در بیان مفادات حضرت ایشان تالیف فرمودہ نوشتہ اند ان بکدام محمل صحیح حمل باید فرمود و دلیلی از کتاب و سنت و اجماع است بران کدام ست و جواب تخالف این قول کہ بہ نسبت مذہب اہل سنت نمایان شد چہ خواہد شد و مع ذالک منافی تفضیل خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم خصوصاً حضرات شیخین خواہد شد حالانکہ مسئلہ این تفضیل مجمع علیہ اہل سنت است عند من یعتد بہ و علاوہ آن کہ خود جناب افادت مآب ہدایت انتساب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب بہ ابرار ضبط و ربط و طمطراق تمام این مسئلہ یعنی تفضیل خلفاء ثلثہ سیما شیخین رضی اللہ عنہم بدلائل عقلیہ و نقلیہ و کشفیہ و وجدانیہ بتقریر وافی و مثال شافی و ترتیب کافی تحریر فرمودہ اند پس جواب تخالف و تعارض این مسئلہ ممہدہ ثابت و متفق علیہا بآن مسئلہ غریبہ غیر ثابت عند اہل حق یعنی اہل سنت و الجماعت چہ خواہد بود بینوا توجروا۔

جواب از مولانا ممدوح

عصمت و حکمت و وجاہت و قطبیت باطنہ نزد صوفیہ معانی اصطلاحیہ اند خصوصاً در کتب مصنفہ حضرت والد ماجد قدس سرہ مفصل مذکور اند این وقت بسبب وارد شدن بیماریہا امکان نیست کہ بہ تمہید مقدمات نوشتہ آید اگر کتب مصنفہ ایشان موجود باشند تشفی باید نمود و واضح باد کہ شرح اعتصام از تصانیف شاہ محمد عاشق پھلتی قدس سرہ اگر بہم رسد شافی و کافی خواہد شد بالجملہ موافق علماء ظاہر بر اینوقت جواب نوشتہ

مے شود عصمت دو معنی دارد اوّل امتناع صدور ذنب مع القدرۃ علیہ و این باجماع اہل سنت مخصوص بحضرت انبیاء و ملائکہ علویہ ست دوم عدم صدور ذنب مع جوازہ اسے سن غیر لزم ورد و این معنی را نیز صوفیہ محفوظیت خوانند بہمین معنی در کلام صوفیہ سوال عصمت برائے خود آمدہ چنانکہ در اول حزب البحر واقع است۔ نسئلک العصمۃ فی الحرکات والسکنات والارادات والخطرات الخ این معنی مخصوص بانبیاء علیہم السلام نیست و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے اہل بیت خود خواستہ بقولہ اللہم اذہب عنہم الرجس و طہرہم تطہیرا آہمین معنی ست کہ درحق حضرت عمرؓ وارد شدان الشیطان لیفر من عمرؓ و نیز وارد شدہ ان الحق ینطق علی لسان عمرؓ و قلبہ و درحق صہیب رومی واقع شدہ نعم العبد صہیب لو لم یخف اللہ لم یعصہ فلا اشکال و حکمت [illegible] علم [illegible] اگر از کسب باشد [illegible] اصطلاح صوفیہ از حکمت نگویند بلکہ علم و فضیلت نامند و اگر آن علم بطریق وہب بر دل شخصے وارد شود آن را حکمت نامند و کریمہ اٰتیناہ الحکمۃ و فصل الخطاب و کُلاً اعطینا حُکماً و علما ازین باب ست خواہ آن علم متعلق بعقائد باشد یا اعمال یا اخلاق و این معنی ہم مخصوص بانبیاء نیست علیہم السلام و لقد اٰتینا لقمان الحکمۃ ان اشکر للہ بعد از ان از آیۃ و اذ قال لقمان لابنہ تا آخر رکوع مسائل بعضے از حکمت ایشان است آرے ازین باب ہرچہ بوحی آمد آن مخصوص بانبیا است علیہم السلام و وہب اعم است نبی و غیر نبی دران شریک اند لہذا در حدیث شریف وارد شدہ انا دار الحکمۃ و علی بابہا و در روایت مشہور انا مدینۃ العلم و علی بابہا واقع شدہ مراد از علم اینجا ہمین معنی است و وجاہت را معنی آنست کہ بعض بندگان خود را حق تعالی بوجہی معاملہ مے نماید از دفع طعن معاندان و تہمتہائے عیوب و حفظ از اصابت بادشاہان و امراء و این درحق محبوبان خود مے نماید این معنی درحق دو کس از انبیا اولوالعزم منصوص